فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۹۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ نام ''محمد'' ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَائِكُمْ إِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ .

''اللہ کے ہاں پسندیدہ ترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔''

(صحیح مسلم : 2132)

تنبیہ:

محمد نام نہ رکھنے کی مذمت میں کوئی روایت ثابت نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ وُلِدَ لَهٗ ثَلَاثَةٌ فَلَمْ يُسَمِّ أَحَدَهُمْ مُحَمَّدًا فَقَدْ جَهِلَ .

''جس کے ہاں تین بیٹے پیدا ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے، تو وہ جاہل ہے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 71/11، ح : 11077)

روایت باطل ہے۔

① ابوخیثمہ مصعب بن سعید ''ضعیف ومنکر الحدیث'' ہے۔

② لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے۔

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”غیر محفوظ“ قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرجال : 236/7)

❁ سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ وُلِدَ لَهُ ثَلَاثَةُ أَوْلَادٍ لَمْ يُسَمِّ أَحَدَهُمْ مُحَمَّدًا فَقَدْ جَهِلَ .

”جس کے ہاں تین بیٹے پیدا ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے، تو وہ جاہل ہے۔“

(المُعجم الكبير للطّبراني : 94/22، ح : 227)

روایت من گھڑت ہے۔

① عمر بن موسیٰ بن وجیہ وجیہی ”متروک ووضاع“ ہے۔

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ فِي عِدَادِ مَنْ يَضَعُ الْحَدِيثَ مَتَنًا وَّإِسْنَادًا .

”یہ سند اور متن گھڑنے والے راویوں میں سے ہے۔“

(الكامل في ضعفاء الرجال : 23/6)

② عثمان بن عبد الرحمٰن بن مسلم حرانی ”مدلس“ ہے، یہ ضعیف راویوں سے تدلیس کرتا تھا، سماع کی تصریح نہیں کی۔ اس نے منکر روایات بھی بیان کی ہیں۔

③ قاسم بن عبد الرحمٰن شامی کا سیدنا واثلہ رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ مِمَّنْ يَرْوِي عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الْمُعْضَلَاتِ .

''یہ ان میں سے ہے، جنہوں نے اصحاب رسول ﷺ سے **معضل** (جس میں کم سے کم دو راوی گرے ہوئے ہوں) روایات بیان کی ہیں۔''

(كتاب المَجروحين : 212/2)

❁ **سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:**

مَنْ وُلِدَ لَهُ ثَلاثَةٌ فَلَمْ يُسَمِّ أَحَدَهُمْ مُحَمَّدًا فَهُوَ مِنَ الْجَفَاءِ، وَإِذا سَمَّيْتُمُوهُ مُحَمَّدًا فَلا تَسُبُّوهُ، وَلَا تَجْبَهُوهُ، وَلَا تُعْنِتُوهُ، وَلَا تَضْرِبُوهُ وَشَرِّفُوهُ وَعَظِّمُوهُ وَأَكْرِمُوهُ وَبَرُّوا قَسَمَهُ .

''جس کے تین بیٹے ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام ''محمد'' نہ رکھے، تو یہ (نبی کریم ﷺ سے) بے وفائی ہے۔ جب تم اپنے بچے کا نام محمد رکھو، تو اسے گالی مت دو، نہ اسے رسوا کرو، نہ اس پر سختی کرو، نہ اسے مارو، بلکہ اس کے ساتھ شرف وعظمت والا معاملہ کرو، اس کی تکریم کرو اور اس کو قسم میں سچا جانو۔''

(الكامل لابن عدي : 437/3)

جھوٹی روایت ہے۔

① خالد بن یزید عمری ''متروک ووضاع'' ہے۔

② قطن بن ابراہیم ضعیف ہے۔

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''منکر'' کہا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرجال : 437/3)

❁ **نضر بن شفی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:**

مَنْ وُلِدَ لَهُ ثَلَاثَةُ أَوْلَادٍ فَلَمْ يُسَمِّ أَحَدَهُمْ مُحَمَّدًا فَقَدْ جَهِلَ .

''جس کے ہاں تین بیٹے پیدا ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے، تو وہ جاہل ہے۔''

(مسند الحارث [بغية الباعث] : 802)

سند ضعیف و معضل ہے۔

① اسماعیل بن ابی اسماعیل ضعیف و منکر الحدیث ہے۔

② نضر بن شفی مجہول ہے۔

③ نضر بن شفی نیچے والے طبقہ کا راوی ہے، یہ براہ راست رسول اللہ ﷺ سے کیسے بیان کرسکتا ہے؟ لہٰذا سند معضل و مرسل ہے۔

❀ عنترہ بن عبدالرحمٰن شیبانی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ وُلِدَ لَهُ ثَلَاثَةٌ فَلَمْ يُسَمِّ أَحَدَهُمْ بِاسْمِي، فَقَدْ جَفَانِي .

''جس کے تین بیٹے ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام میرے نام پر نہ رکھے، تو اس نے میرے ساتھ بے وفائی کی۔''

(فضائل التسمية بأحمد ومحمد لحسين بن أحمد الصّيرفي : 23)

جھوٹی مرسل روایت ہے۔

① عبدالملک بن ہارون بن عنترہ ''متروک و کذاب'' ہے۔

② عنترہ بن عبدالرحمٰن شیبانی تابعی ہے، جو براہ راست نبی کریم ﷺ سے بیان کررہے ہیں۔

③ ابراہیم بن زکریا اگر ابو اسحاق واسطی ہے، تو سخت ضعیف ہے، اگر کوئی اور

ہے،تو مجہول وغیر معروف ہے۔

نیچے سند بھی غیر معروف راویوں پر مشتمل ہے۔

محمد نام کی فضیلت اور فوائد و برکات کے متعلق جتنی بھی احادیث وارد ہوئی ہیں، وہ ساری کی ساری جھوٹی ہیں۔

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قَدْ رُوِيَ فِي هٰذَا الْبَابِ أَحَادِيْثُ، لَيْسَ فِيْهَا مَا يَصِحُّ .

''اس باب میں بیان کی جانے والی کوئی روایت صحیح نہیں۔''

(الموضوعات :158/1)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هٰذِهٖ أَحَادِيْثُ مَكْذُوْبَةٌ .

''یہ ساری روایتیں جھوٹی ہیں۔''

(میزان الاعتدال :129/1)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

فِي ذٰلِكَ جُزْءٌ، كُلُّهٗ كَذِبٌ .

''اس بارے میں پورا ایک کتابچہ ہے جو کہ سارا جھوٹ کا پلندہ ہے۔''

(المَنار المُنیف، ص 52)

❁ علامہ ابوالطاہر محمد بن یعقوب فیروز آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ فِيهِ شَيْءٌ .

''اس بارے میں کوئی روایت ثابت نہیں۔''

(رِسالة في بَيان ما لم يثبت فيه حديث من الأبواب، ص 9)

❁ علامہ حلبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قَالَ بَعْضُهُمْ : وَلَمْ يَصِحَّ فِي فَضْلِ التَّسْمِيَةِ بِمُحَمَّدٍ حَدِيْثٌ، وَكُلُّ مَا وَرَدَ فِيْهِ؛ فَهُوَ مَوْضُوْعٌ .

''بعض علما کا کہنا ہے کہ محمد نام کی فضیلت میں کوئی حدیث صحیح نہیں، اس بارے میں بیان کی جانے والی ساری روایات من گھڑت ہیں۔''

(السّيرة الحَلبيّة :121/1)

❁ علامہ زرقانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ذَكَرَ بَعْضُ الْحُفَّاظِ أَنَّهٗ لَمْ يَصِحَّ فِي فَضْلِ التَّسْمِيَةِ بِمُحَمَّدٍ حَدِيْثٌ .

''بعض حفاظ کا کہنا ہے کہ محمد نام کی فضیلت میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔''

(شرح الزُّرقاني على المَواهب اللّدنّيّة : 307/7)

❁ علامہ ابن عراق کنانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَالَ الْأُبِّيُّ : لَمْ يَصِحَّ فِي فَضْلِ التَّسْمِيَةِ بِمُحَمَّدٍ حَدِيْثٌ، بَلْ قَالَ الْحَافِظُ أَبُو الْعَبَّاسِ تَقِيُّ الدِّيْنِ الْحِرَّانِيُّ : كُلُّ مَا وَرَدَ فِيْهِ؛ فَهُوَ مَوْضُوْعٌ .

''علامہ اُبِّي رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ محمد نام کی فضیلت میں کوئی حدیث ثابت نہیں، بلکہ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بقول اس بارے میں بیان کی جانے والی ساری کی ساری روایات من گھڑت ہیں۔''

(تنزيه الشّريعة :174/1)

(سوال): روافض کے فرقہ ''امامیہ'' کا صحابہ کرام کے متعلق کیا نظریہ ہے؟

(جواب): امامیہ شیعہ صحابہ کرام کو کافر اور فاسق قرار دیتے ہیں، بلکہ وہ اس بارے میں متفق ہیں، اس لیے اہل سنت والجماعت نے فرقہ امامیہ کو بالاتفاق کافر اور مرتد قرار دیا ہے، کیونکہ وہ صحابہ کی مدح وثنا پر مبنی بے شمار قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ کے منکر ہوئے ہیں۔

❀ ابو منصور عبد القاہر بن طاہر بغدادی رحمہ اللہ (۴۲۹ھ) فرماتے ہیں:

اَلْإِمَامِيَّةُ الَّذِينَ أَكْفَرُوا أَخْيَارَ الصَّحَابَةِ ...... فَإِنَّا نُكَفِّرُهُمْ كَمَا يُكَفِّرُونَ أَهْلَ السُّنَّةِ وَلَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ عَلَيْهِم عِنْدَنَا وَلَا الصَّلَاةُ خَلْفَهُمْ.

''امامیہ شیعہ کبار صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں۔......وہ اہل سنت کی تکفیر کرتے ہیں، ہم بھی ان کی تکفیر کرتے ہیں، ہمارے نزدیک نہ ان کی نماز جنازہ پڑھنا جائز اور نہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔''

(الفَرق بين الفِرَق، ص 350)

❀ نیز فرماتے ہیں:

قَالُوا بِتَكْفِيرِ كُلِّ مَنْ أَكْفَرَ وَاحِدًا مِنَ الْعَشْرَةِ الَّذِينَ شَهِدَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ وَقَالُوا بِمُوَالَاةِ جَمِيعِ أَزْوَاجِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكْفَرُوا مَنْ أَكْفَرَهُنَّ أَوْ أَكْفَرَ بَعْضَهُنَّ.

''اہل علم نے عشرہ مبشرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کی بھی تکفیر کرنے

والے کی تکفیر کی ہے۔ سب ازواج مطہرات سے محبت واحترام کا حکم دیا ہے اور تمام امہات المؤمنین یا کسی ایک کی تکفیر کرنے والے کی تکفیر کی ہے۔''

(الفَرق بين الفِرَق، ص 353)

❁ علامہ ابومظفر طاہر بن محمد اسفرایینی رحمہ اللہ (۴۷۱ھ) فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ الزَّيْدِيَةَ وَالْإِمَامِيَّةَ مِنْهُمْ مَنْ يَّكْفُرُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَالْعَدَاوَةُ بَيْنَهُمْ قَائِمَةٌ دَائِمَةٌ وَالْكَيْسَانِيَةُ يَعْدُوْنَ فِي الْإِمَامِيَّةِ وَاعْلَمْ أَنَّ جَمِيْعَ مَنْ ذَكَرْنَاهُمْ مِنْ فِرَقِ الْإِمَامِيَّةِ مُتَّفِقُوْنَ عَلٰى تَكْفِيْرِ الصَّحَابَةِ وَيَدَّعُوْنَ أَنَّ الْقُرْآنَ قَدْ غُيِّرَ عَمَّا كَانَ وَوَقَعَ فِيْهِ الزِّيَادَةُ وَالنُّقْصَانُ مِنْ قِبَلِ الصَّحَابَةِ وَيَزْعَمُوْنَ أَنَّهٗ قَدْ كَانَ فِيْهِ النَّصُّ عَلٰى إِمَامَةِ عَلِيٍّ فَأَسْقَطَهُ الصَّحَابَةُ عَنْهُ وَيَزْعَمُوْنَ أَنَّهٗ لَا اعْتِمَادَ عَلَى الْقُرْآنِ الْآنِ وَلَا عَلٰى شَيْءٍ مِنَ الْأَخْبَارِ الْمَرْوِيَةِ عَنِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم وَيَزْعَمُوْنَ أَنَّهٗ لَا اعْتِمَادَ عَلَى الشَّرِيعَةِ الَّتِي فِي أَيْدِي الْمُسْلِمِيْنَ وَيَنْتَظِرُوْنَ إِمَامًا يَسَمُّوْنَهُ الْمَهْدِيَّ يَخْرُجُ وَيُعَلِّمُهُمُ الشَّرِيْعَةَ وَلَيْسُوْا فِي الْحَالِ عَلٰى شَيْءٍ مِنَ الدِّيْنِ وَلَيْسَ مَقْصُوْدُهُمْ مِنْ هٰذَا الْكَلَامِ تَحْقِيْقِ الْكَلَامِ فِي الْإِمَامَة وَلٰكِنْ مَقْصُوْدُهُمْ إِسْقَاطُ كُلْفَةِ تَكْلِيْفِ الشَّرِيْعَةِ عَنْ أَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَوَسَّعُوْا فِي اسْتِحْلَالِ الْمُحْرَمَاتِ الشَّرْعِيَّةِ وَيَعْتَذِرُوْا عِنْدَ الْعَوَامِ بِمَا

يَعُدُّوْنَهٗ مِنْ تَحْرِيْفِ الشَّرِيْعَةِ وَتَغْيِيْرِ الْقُرْآنِ مِنْ عِنْدِ الصَّحَابَةِ وَلَا مَزِيْدَ عَلٰى هٰذَا النَّوْعُ مِنَ الْكفْرِ إِذْ لَا بَقَاءَ فِيْهِ عَلٰى شَيْءٍ مِنَ الدِّيْنِ .

''زیدیہ اور امامیہ ایک دوسرے پر کفر کا فتویٰ صادر کرتے ہیں، ان کی دشمنی قائم و دائم ہے، کیسانیہ امامیہ پر حملہ آور ہوتے ہیں، جان لیجئے! امامیہ کے جتنے بھی فرقوں کا ہم نے تذکرہ کیا، تکفیر صحابہ پر سب کا اتفاق ہے، قرآن مجید میں تغیر و تبدل کا دعویٰ کرتے ہیں، کہتے ہیں صحابہ نے اس میں کمی و بیشی و تحریف کی ہے، جن نصوص میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی امامت کا ذکر تھا، انہیں حذف کر دیا، ان کے خیال میں قرآن، احادیث نبویہ اور موجودہ شریعت پر اعتماد درست نہیں، وہ مہدی کے منتظر ہیں، جو خروج کے بعد انہیں شریعت سکھائیں گے، فی الحال وہ دین کے کسی جزء پر کاربند نہیں ہیں، اس سے ان کی غرض مسئلہ امامت کی تحقیق ہرگز نہیں، بلکہ صرف شرعی پابندیوں سے آزادی ہے، انہوں نے شرعی محرمات کافی حد تک حلال سمجھ رکھی ہیں اور عوام (کی آنکھوں میں دھول ڈالتے ہوئے ان) کے سامنے شریعت و قرآن کے محرف ہونے کا بہانہ بناتے ہیں، اس سے بڑھ کر کفر کیا ہوسکتا ہے؟ اس لیے دین اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔''

(التّبصير في الدين وتمييز الفرقة النّاجية عن الفرق الهالكين، ص 24-25)

❁ علامہ ابوسعد سمعانی رحمہ اللہ (٥٦٢) فرماتے ہیں:

اِجْتَمَعَتِ الْإِمَامِيَّةُ عَلٰى تَضْلِيْلِ الصَّحَابَةِ حَيْثُ جَعَلُوا

الْإِمَامَةَ لِغَيْرِ عَلِيٍّ .

''امامیہ صحابہ کو گمراہ سمجھنے پر متفق ہیں کہ جنہوں نے امامت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی دوسرے کے سپرد کر دی۔''

(الأنساب : 365/6)

❁ نیز فرماتے ہیں:

اِجْتَمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰی تَكْفِيْرِ الْإِمَامِيَّةِ لِأَنَّهُمْ يَعْتَقِدُوْنَ تَضْلِيْلَ الصَّحَابَةِ وَيُنْكِرُوْنَ إِجْمَاعَهُمْ وَيُنْسِبُوْنَهُمْ إِلٰی مَا يَلِيْقُ بِهِمْ، وَأَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ عَلٰی أَنَّ الزَّيْدِيَةَ مُبْتَدِعَةٌ .

''اُمت مسلمہ فرقہ امامیہ کی تکفیر پر متفق ہے، جنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق گمراہی کا عقیدہ رکھا، ان کے اجماع کا انکار کیا اور ان کی طرف ایسی باتیں منسوب کر ڈالیں، جو ان کی شایانِ شان نہیں تھیں، جمہور اہل علم فرقہ زیدیہ کو بدعتی کہتے ہیں۔''

(الأنساب : 365/6)

(سوال): شکاری کتے کی خرید وفروخت کا کیا حکم ہے؟

(جواب): کتے کی خرید وفروخت منع ہے، شکاری کتے کی استثنا ثابت نہیں۔ اس بارے میں مروی ساری کی ساری روایات ضعیف وغیر ثابت ہیں:

❁ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ السِّنَّوْرِ، وَالْكَلْبِ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ .

''رسول اللہ ﷺ سے بلے اور کتے کی کمائی سے منع کیا، سوائے شکاری کتے کے۔''

(سنن النسائي : 4668)

سند ضعیف ہے، ابوالزبیر مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے اسے ''منکر'' کہا ہے۔ نیز فرماتے ہیں:

لَيْسَ هُوَ بِصَحِيحٍ .

''یہ ثابت نہیں ہے۔''

(سنن النسائي، تحت الحديث : 4295)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ إِسْنَادُهٗ .

''اس کی سند ثابت نہیں ہے۔''

(سنن الترمذي، تحت الحديث :1281)

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا خَبَرٌ بِهٰذَا اللَّفْظِ لَا أَصْلَ لَهٗ وَلَا يَجُوزُ ثَمَنُ الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ وَلَا غَيْرِهٖ .

''ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے، کسی سکھائے ہوئے یا غیر سکھائے ہوئے کتے کی کمائی جائز نہیں۔''

(كتاب المجروحين :237/1)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، إِلَّا كَلْبَ الصَّيْدِ .

''رسول اللہ ﷺ نے کتے کی کمائی سے منع کیا، البتہ شکاری کتے کی کمائی کو جائز قرار دیا ہے۔''

(سنن الترمذي : 1281)

سند سخت ضعیف ہے۔ ابو مہزم یزید بن سنان ضعیف و متروک ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَّا يَصِحُّ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ .

''یہ حدیث اس سند سے ثابت نہیں ہے۔''

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا لَا يَصِحُّ .

''یہ حدیث ثابت نہیں۔''

(زاد المَعاد : 683/5)

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے:

رَخَّصَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَمَنِ كَلْبِ الصَّيْدِ .

''رسول اللہ ﷺ نے شکاری کتے کی کمائی کی رخصت دی ہے۔''

(الكامل في ضعفاء الرّجال لابن عدي : 320/1)

جھوٹ ہے۔

① احمد بن عبداللہ کندی ضعیف و منکر الحدیث ہے۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''باطل'' قرار دیتے ہوئے فرمایا:

حَدَّثَ بِأَحَادِيثَ مَنَاكِيرَ لِأَبِي حَنِيفَةَ .

''اس نے ابوحنیفہ کی منکر احادیث بیان کی ہیں۔''

(الكامل في ضعفاء الرّجال :320/1)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَالَ عَبْدُ الْحَقِّ : هٰذَا الْحَدِيثُ بَاطِلٌ .

''عبدالحق اشبیلی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث باطل ہے۔''

(ميزان الاعتدال :110/1)

② محمد بن حسن شیبانی ''کذاب'' ہے۔

③ نعمان بن ثابت باتفاق محدثین ''ضعیف'' ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَمَنُ الْكَلْبِ سُحْتٌ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ .

''کتے کی کمائی حرام ہے، سوائے شکاری کتے کے۔''

(المُحلّٰى لابن حزم : 494/7، زاد المَعاد لابن القيم : 682/5)

سند ضعیف ہے۔ مثنی بن صباح جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف اور مختلط ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے:

إِنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ قَضٰى فِي كَلْبٍ بِأَرْبَعِينَ دِرْهَمًا .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کا فیصلہ چالیس درہم میں کیا۔''

(البناية شرح الهداية للعيني : 380/8)

جھوٹ ہے۔

علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ هٰذِهِ الْكَلِمَةَ غَيْرُ ثَابِتَةٍ وَّإِنَّمَا ذَكَرَهَا الْأَصْحَابُ فِي كُتُبِ الْفِقْهِ بِغَيْرِ إِسْنَادٍ .

''یہ غیر ثابت الفاظ ہیں، ہمارے اصحاب نے ان الفاظ کو کتب فقہ میں بغیر کسی سند کے ذکر کیا ہے۔''

(التنبيه على مشكلات الهداية : 441/4)

❀ **(ا) سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:**

إِنَّهٗ قَضٰى فِي كَلْبِ الصَّيْدِ أَرْبَعُونَ دِرْهَمًا .

''آپ رضی اللہ عنہ نے شکاری کتے کا فیصلہ چالیس درہم میں کیا۔''

(سنن الدّارقطني : 4598)

سند ضعیف ہے، اسماعیل بن جشاس مجہول الحال ہے۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات'' (۴/۱۷) میں ذکر کیا ہے، حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے ''مجہول'' کہا ہے۔

(مَعرفة السّنن والآثار : 175/8)

امام عقیلی رحمہ اللہ نے اسے ''کتاب الضعفاء'' میں ذکر کیا ہے۔

(الضّعفاء :81/1)

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَّمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ .

''اس حدیث کی متابعت نہیں کی گئی۔''

(التاريخ الكبير :349/1)

(ب) اس کی ایک اور سند ہے۔

(السنن الكبرىٰ للبيهقي : 11014)

سند ضعیف ہے۔ابن جریج کا سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں۔ نیز مدلس بھی ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

اسی طرح مصنف عبدالرزاق (۱۸۴۱۴) والی سند بھی ضعیف ہے۔اس میں امام عبد الرزاق اور ابن جریج دونوں مدلس ہیں، نیز اس میں اور بھی علت ہے۔

❀ عمران بن ابی انس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا كَانَ لَهٗ كَلْبٌ صَائِدٌ قَدْ أُعْطِيَهٗ بِهٖ عِشْرِينَ بَعِيرًا فَخَطَبَ امْرَأَةً وَّخَطَبَهَا مَعَهٗ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهَا فَقَالَتْ : لَا أَنْكِحُكَ إِلَّا عَلٰى كَلْبِكَ فَنَكَحَهَا وَسَاقَ الْكَلْبَ إِلَيْهَا فَعَدَا عَلَيْهِ الْآخَرُ فَقَتَلَهٗ فَتَرَافَعُوا إِلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَغَرَّمَهٗ عِشْرِينَ بَعِيرًا .

''ایک شخص کے پاس شکاری کتا تھا، جس کی قیمت بیس اونٹ رکھی گئی تھی، تو اس شخص نے ایک خاتون کو پیغام نکاح بھیجا، اس کے ساتھ ایک اور شخص نے بھی پیغام نکاح بھیج دیا، تو اس خاتون نے کتے کے مالک سے کہا: میں آپ سے تب نکاح کروں گی، اگر آپ حق مہر میں یہ کتا مجھے دیں گے۔ تو اس کا نکاح کتے کے حق مہر پر ہو گیا، جب اس نے خاتون کی طرف کتا روانہ کیا، تو پیغام نکاح بھیجنے والے دوسرے شخص نے اس کتے پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا، معاملہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پہنچا، تو آپ نے اس کتے کو قتل کرنے والے پر بیس اونٹ جرمانہ عائد کیا۔''

(العِلَل ومعرفة الرّجال لأحمد برواية ابنه عبد اللّٰه : 2753)

سند ضعیف ہے۔

① محمد بن اسحاق بن یسار مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② عمران بن ابی انس نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

هٰذَا بَاطِلٌ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ .

''یہ باطل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی کمائی سے منع کیا ہے۔''

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُخْصَةٌ فِي كَلْبِ الصَّيْدِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (باسند صحیح) شکاری کتے کی رخصت ثابت نہیں ہے۔''

(جامع العلوم والحِكَم لابن رجب، ص 453)

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الِاسْتِثْنَاءُ غَيْرُ مَحْفُوظٍ فِي الْأَحَادِيثِ الثَّابِتَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّهْيِ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ .

''کتے کی کمائی کے بارے میں ممانعت کی صحیح احادیث میں شکاری کتے کی استثنا کے الفاظ محفوظ نہیں ہیں۔''

(مَعرفة السّنن والآثار : 8/177)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ بِاتِّفَاقِ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ.

''(شکاری کتے کی استثنا میں وارد) تمام احادیث باتفاق محدثین ضعیف ہیں۔''

(شرح صحيح مسلم : 233/10)

❀ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلْجُمْهُورُ عَلَى الْمَنْعِ وَأَجَابُوا عَنْ هٰذَا بِأَنَّ الْحَدِيثَ ضَعِيفٌ بِاتِّفَاقِ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ.

''جمہور علما کہتے ہیں: کتے کی کمائی ممنوع ہے اور شکاری کتے والی روایت کے متعلق جواب دیتے ہیں کہ یہ محدثین کے نزدیک بالاتفاق ضعیف ہے۔''

(زَهْر الرُّبٰى : 191/7)

❀ امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

لَا بَأْسَ بِثَمَنِ الْكَلْبِ السَّلُوقِيِّ.

''سلوقی (نسل کے) کتے کی قیمت میں کوئی مسئلہ نہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 20918)

سند سخت ضعیف ہے۔ جابر جعفی ضعیف و کذاب ہے۔

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

لَا بَأْسَ بِثَمَنِ كَلْبِ الصَّيْدِ.

''شکاری کتے کی کمائی میں کوئی حرج نہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 20922)

سند ضعیف ہے، مغیرہ بن مقسم ضبی مدلس ہے، سماع کی تصریح نہیں کی۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ:

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) شبہات کے جواب میں فرماتے ہیں:

أَمَّا قِيَاسُ الْكَلْبِ عَلَى الْبَغْلِ وَالْحِمَارِ، فَمِنْ أَفْسَدِ الْقِيَاسِ، بَلْ قِيَاسُهٗ عَلَى الْخِنْزِيرِ أَصَحُّ مِنْ قِيَاسِهٖ عَلَيْهِمَا؛ لِأَنَّ الشَّبَهَ الَّذِي بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْخِنْزِيرِ أَقْرَبُ مِنَ الشَّبَهِ الَّذِي بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْبَغْلِ وَالْحِمَارِ، وَلَوْ تَعَارَضَ الْقِيَاسَانِ لَكَانَ الْقِيَاسُ الْمُؤَيَّدُ بِالنَّصِّ الْمُوَافِقِ لَهٗ أَصَحَّ وَأَوْلٰى مِنَ الْقِيَاسِ الْمُخَالِفِ لَهٗ، فَإِنْ قِيلَ : كَانَ النَّهْيُ عَنْ ثَمَنِهَا حِينَ كَانَ الْأَمْرُ بِقَتْلِهَا، فَلَمَّا حَرُمَ قَتْلُهَا وَأُبِيحَ اتِّخَاذُ بَعْضِهَا، نُسِخَ النَّهْيُ، فَنُسِخَ تَحْرِيمُ الْبَيْعِ، قِيلَ : هٰذِهٖ دَعْوٰى بَاطِلَةٌ لَّيْسَ مَعَ مُدَّعِيهَا لِصِحَّتِهَا دَلِيلٌ، وَلَا شُبْهَةٌ، وَلَيْسَ فِي الْأَثَرِ مَا يَدُلُّ عَلٰى صِحَّةِ هٰذِهِ الدَّعْوَى الْبَتَّةَ بِوَجْهٍ مِّنَ الْوُجُوهِ، وَيَدُلُّ عَلٰى بُطْلَانِهَا أَنَّ أَحَادِيثَ تَحْرِيمِ بَيْعِهَا وَأَكْلِ ثَمَنِهَا مُطْلَقَةٌ عَامَّةٌ كُلُّهَا، وَأَحَادِيثُ الْأَمْرِ بِقَتْلِهَا وَالنَّهْيِ عَنِ اقْتِنَائِهَا نَوْعَانِ ؛ نَوْعٌ كَذٰلِكَ وَهُوَ الْمُتَقَدِّمُ، وَنَوْعٌ مُقَيَّدٌ مُخَصَّصٌ وَهُوَ الْمُتَأَخِّرُ، فَلَوْ كَانَ النَّهْيُ عَنْ بَيْعِهَا مُقَيَّدًا مَخْصُوصًا، لَجَاءَتْ بِهِ الْآثَارُ كَذٰلِكَ فَلَمَّا جَاءَتْ عَامَّةً مُطْلَقَةً، عُلِمَ أَنَّ عُمُومَهَا وَإِطْلَاقَهَا مُرَادٌ، فَلَا يَجُوزُ إِبْطَالُهٗ.

''کتے کو خچر اور گدھے پر قیاس کرنا فاسد ترین قیاس ہے۔ اس کی نسبت اگر خنزیر پر قیاس کیا جائے تو وہ درست ہوگا۔ کیوں کہ کتے کی شباہت خنزیر سے بہ نسبت خچر اور گدھے کے زیادہ ہے۔ اگر دو قیاس معارض ہو جائیں، تو وہ قیاس جس کی تائید نص کرتی ہے، وہ دوسرے قیاس کی نسبت درست ہوتا ہے۔ اگر کہا جائے کہ کتے کی قیمت تب حرام تھی، جب کتوں کو قتل کرنے کا حکم تھا، پھر جب کتوں کا قتل حرام ہوگیا اور بعض قسم کے کتے رکھنا جائز ہوگیا، تو ان کی بیع کی حرمت بھی منسوخ ہوگئی۔ تو جواب ہے کہ یہ دعوی باطل ہے، کیوں کہ اس کے مدعی کے پاس اس دعوی کی صحت پر کوئی دلیل نہیں ہے، اس بات میں کوئی شبہ نہیں، کیوں کہ کوئی ایک بھی دلیل کسی بھی طرح اس دعوی کی صحت کا ثبوت فراہم نہیں کرتی۔ بلکہ اس دعوی کے بطلان پر دلائل موجود ہیں، کتے کی کمائی کے حرام ہونے کی تمام روایات مطلق ہیں۔ البتہ کتوں کے قتل کی نصوص دو قسم کی ہیں۔ ایک قسم کتوں کے مطلق قتل پر ہے، دوسری روایات میں ایک نوع کو خاص کیا گیا ہے۔ سو اگر کتوں کی کمائی سے بھی کوئی صورت خاص ہوتی، تو اس پر آثار وارد ہوتے، جیسا کہ مارنے کے متعلق وارد ہوئے ہیں۔ مگر جب کتوں کی کمائی کے بارے میں احادیث عام ہیں، تو معلوم ہوگیا کہ مراد ان کا عموم اور اطلاق ہے، اسے باطل قرار دینا درست نہیں۔ واللہ اعلم۔''

(زَاد المَعاد في هدي خير العباد : 5/684-685)

مشہور مفسر، علامہ الکیا الھراسی رحمہ اللہ (۵۰۴ھ) اسی شبہ کے رد میں فرماتے ہیں:

هٰذَا فِي غَايَةِ الْبُعْدِ عَنِ الْحَقِّ .

''یہ دعویٰ حق سے بہت زیادہ بعید ہے۔''

(أحكام القرآن : 24/3)

ان صریح اور متواتر احادیث سے کتے کی خرید وفروخت حرام اور ممنوع ہے۔ کتا چھوٹا ہو یا بڑا، شوقیہ پالنے کے لیے ہو، رکھوالی کے لیے ہو یا شکار کے لیے۔ اس کی قیمت کھانا حرام اور ناجائز ہے۔

علامہ شوکانی رحمہ اللہ (نیل الاوطار : ۱۶۳/۵) اور محدث البانی رحمہ اللہ (سلسلہ صحیحہ : ۱۱۵۶/۶) شکاری کتے کی استثنا کرتے ہیں۔ یہ اہل علم کی اجتہادی خطا ہے، وہ اس پر عنداللہ ماجور ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ شکاری کتے کی استثنا ثابت نہیں، اس باب میں وارد روایات محدثین عظام کے نزدیک ضعیف اور غیر ثابت ہیں، بعض لوگ مطلق طور پر کتے کی خرید وفروخت کو جائز کہتے ہیں، یہ مؤقف بے دلیل اور بے ثبوت ہے، ائمہ محدثین میں سے کسی کا یہ مؤقف نہیں رہا۔ محدثین نے اپنے مذہب کی بنیاد احادیث پر ڈالی ہے، احادیث سے یہ ثابت ہے کہ کتے کی قیمت کھانا حرام ہے۔ اس کے باوجود حنفی فقہا کتے کی قیمت کھانا جائز سمجھتے ہیں۔

علامہ قدوری حنفی (۴۲۸ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ أَصْحَابُنَا : بَيْعُ الْكَلْبِ جَائِزٌ .

''ہمارے اصحاب کہتے ہیں: کتے کی کمائی جائز ہے۔''

(التّجريد : 2621/5)

الحاصل:

کتے کی خرید وفروخت ممنوع وحرام ہے، اس میں کسی قسم کی استثنا نہیں۔